”ایک معمولی لڑکی “احساسات کا ترجمان

کلیدی الفاظ: کینوس # سماج # رشتے # اقتصادی مسائل #انسانی تعلقات

ڈاکٹر طالب

اے ۴۶ کرسچن کالونی پٹیل چیسٹ دہلی ۱۱۰۰۰۷

Abstract This novel is a creative expression of the psychological insights of the author, as well as the emotional frustrations of Usha, who was raised in a domestic environment. Balwant Singh has developed it through the depiction of such psychological conflicts and mental dilemmas that Usha never openly expressed. However, her actions and movements continued to reflect her inner feelings. In this way, the author has successfully and beautifully attempted to create an impression even in Usha’s silence in this novel.

ـــــــــ

ناول ایک معمولی لڑکی کا کینوس مختصر مگر معنی خیز ہے، جو سماجی رشتوں، اقتصادی مسائل، انسانی تعلقات اور ان سے پیدا شدہ جذباتی مدوجزر سے تشکیل پاتا ہے۔ یہ ایک تشنہ آرزولز کی کی کہانی ہے جو اپنی لاابالی حرکات کے ساتھ کہانی میں داخل ہوتی ہے لیکن جیسے جیسے ناولٹ آگے بڑھتا ہے اس کے مزاج میں ٹھہراؤ اور سنجیدگی آجاتی ہے اور ان کے ساتھ ساتھ چاہے اور چاہے جانے کی فطری آرزو بھی شدید سے شدید تر ہوتی جاتی ہے ، زندگی کے اس نازک موڑ پر کیلاش کی موجودگی اور اس کا رویہ جذبات کو مہمیز کرتا ہے۔ اوشا کیلاش میں دلچسپی لیتی ہے جو رفتہ رفتہ محبت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ وہ بے پایاں

مسرت کا تعاقب کرتی ہے تاہم ہاتھ ملتی رہ جاتی ہے۔ جب اسے مایوسیوں اور محرومیوں کے سوا کچھ نہیں ملتا تو جذباتی شکستگی اور گھٹن آہستہ آہستہ اسے موت کی دہلیز تک پہنچا دیتی ہے۔ اس طرح یہ ناول مصنف کی نفسیاتی بصیرت کے ساتھ ساتھ گھریلو ماحول میں پرورش پانے والی اوشا کی جذباتی نا آسودگیوں کا تخلیقی اظہار بن جاتا ہے۔ بلونت سنگھ نے اسے ایسی نفسیاتی کشمکش اور ذہنی الجھنوں کے بیان سے پروان چڑھایا ہے جن کا اوشا نے زبان سے برملا طور پر کبھی اظہار نہیں کیا۔ البتہ اس کی حرکات وسکنات اس کی دلی کیفیات کی ترجمانی کرتی رہیں۔ اس طرح مصنف نے اوشا کی خاموشی میں بھی ایک تاثر پیدا کرنے کی کامیاب اور خوبصورت کوشش کی ہے۔

''اوشا آخر اس محبت کا انجام کیا ہوگا؟

وہ چپ رہی۔

قدرے تامل کے بعد کیلاش نے بھاری آواز میں کہا۔

'اگر انہوں نے تمہاری شادی کہیں اور کر دی تو۔۔۔'

اوشا دوسری جانب دیکھنے لگی لیکن منہ سے کچھ نہیں بولی۔ چند لمحوں تک پر اسرار خاموشی طاری رہی۔ پھر کیلاش کے منہ سے آواز نکلی۔ '' ہوں''

جواب میں اوشا نے بغیر کچھ کہے اس کے سینے پر سر رکھ دیا اور چپ چاپ خلا میں گھورنے لگی جیسے کوئی سمجھ میں نہ آنے والی شے اس کی جانب بڑھ رہی ہو۔ اور وہ ایک ننھے معصوم اور کمزور بچے کی مانند بے دست و پا کھڑی ہو۔ ''[1]

اوشا کہانی کے نشیب و فراز میں ڈوبتی ابھرتی رہتی ہے۔ پھر یک لخت ابھر کر اس طرح سامنے آتی ہے کہ اپنی تمام عمومیت اور شکست کے باوجود بھی قاری کے ذہن وفکر کا حصہ بن جاتی ہے۔ زندگی کے شب وروز سے گزرتا ہوا ایک سو پینتالیس صفحات اور میں مختصر ابواب پر مشتمل یہ ناولٹ شروع سے آخر تک قاری کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں قاری کا تجسس بھی برقرار رہتا ہے۔ اوشا کی زندگی کو آب و رنگ عطا کرنے والا نوجوان کیلاش ہے۔ ملازمت کی تلاش میں وہ اپنے والد کے دوست شرما جی کے گھر ٹھہرا ہوا ہے۔ غیر ارادی طور پر ان کی بیٹی اوشا کی ہوا میں لہراتی ہوئی سرخ اوڑھنی اس کے دل ودماغ پر مسلط ہو جاتی ہے۔ اوشا کا خاص انداز تھا کہ وہ چھلاوے کی طرح کیلاش کے نزدیک آتی اور چشم زدن میں غائب ہو جاتی۔ کیلاش کو اوشا کے اس رویئے سے سخت

کوفت ہوتی تھی لیکن رفتہ رفتہ کیلاش روزمرہ زندگی کی چھوٹی بڑی ضروریات نے اوشا کو اس کی زندگی کا ایک لازمی جزو بنا دیا تھا۔

> ''بات کرنے سے یوں جان بچاتی ہے جیسے میں اس کے کان ہیکتر لوں گا۔ نہ کام کی نہ کاج کی بس لے دے لال دوپٹہ۔۔۔۔۔وہ کسی گیت کا بول گن گنانے لگا۔
>
> لال دوپٹہ لادے ہو ہے۔
>
> لال دوپٹہ لادے
>
> اسی اثنا میں اوشا بڑی تیزی سے اندر داخل ہوئی۔'' ۲

بلونت سنگھ نے کرداروں کے نفسیاتی تجزیے کے سلسلے میں باریک بینی سے کام لیتے ہوئے ان کو داخلی سطح پر سمجھنے اور پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے یہاں کرداروں کی نفسیاتی گرہ کشائی کا عمل نہایت آہستگی اور دھیمے پن کے ساتھ فطری انداز میں ہوتا ہے۔کیلاش اور اوشا کے کردار بھی اس دھیمے پن کے ساتھ خود کو وقتاً فوقتاً قاری پر منکشف کرتے ہیں۔اوشا سیدھی سادی گھریلو لڑکی تھی۔ وہ ایسے ماحول کی پروردہ تھی جو دلی جذبات کی تشہیر کی اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ اوشا بھی کیلاش کے تئیں اپنے دل میں اٹھنے والے ہر طوفان کو اپنی مصروفیات میں چھپا لیتی ہے لیکن ایک دن جب کیلاش تھکا ہارا باہر سے آیا اور اوشا نے آتے ہی اسے چائے پیش کی تو کیلاش نے یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ چائے تو میں آج بہت پی چکا ہوں اب نہیں پیوں گا۔تو میں یونہی بیکار اتنی دیر سے آپ کے انتظار میں چائے لیے بیٹھی ہوں۔اوشا کی اس نئی کروٹ کے ساتھ کیلاش کے دل میں تلاطم برپا ہو گیا:

> ''اس کے کوٹ، پتلونیں، پاجامے، بوٹ وغیرہ میں سے کوئی شے ادھر ادھر نہ ہونے پاتی تھی۔اس کی قمیصیں دھوبی کے وہاں سے دھل کر آتی تو فوراً ان کے ٹوٹے پھوٹے بٹنوں کے عوض نئے بٹن ٹانک کر انہیں احتیاط سے سوٹ نے ٹانک کیس میں تہہ کر کے رکھ دیا جاتا۔ پتلونوں کو اس انداز سے مینگر میں سے انکایا جاتا کہ کئی دنوں تک اس کی کمر یہ خراب نہ ہونے پاتی۔'' ۳

اس کے باوجود وہ اوشا کی جانب کھنچا جا رہا تھا اور ادھر اوشا زبان سے کچھ نہ کہتے ہوئے بھی اس کی خاموش پرستش میں مصروف تھی۔اب وہ اس کے کاموں میں خاص دلچسپی لینے لگی تھی۔ مثال کے طور پر:

’’اس کے کوٹ ، پتلونیں، پاجامے، بوٹ وغیرہ کوئی شے ادھر ادھر نہ ہونے پاتی تھی۔۔۔ ہر چند اوشا اس سے براہ راست بات چیت نہیں کرتی تھی لیکن شب وروز وہ اپنے آپ کو اس کی شخصیت سے گھرا پاتا تھا۔ اس کا سنورا ہوا ہر کام اوشا کی تصویر کو ذہن کے سامنے لاکر کھڑا کر دیتا۔‘‘۴

جنس کو بلونت سنگھ نے انسانی فطرت کی ایک بنیادی اور ناگزیر حقیقت کے طور پر قبول کیا ہے۔ چنانچہ اس ناولٹ میں بھی وہ جنسی میلان و مطالبات کو نظر انداز نہیں کرتے۔ وقتاً فوقتاً وہ اس کا اظہار نہایت فطری انداز میں کرجاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک دوپہر کیلاش کی قمیض کا بٹن ٹاسکتے ہوئے اوشا اس کے قریب آئی تو

’’کیلاش نے محسوس کیا کہ اوشا کا بدن اس کے جسم کو چھو رہا ہے۔ اسکی پتلی اور نرم کمر اس کے تنگ سے تنگ تر ہوتے ہوئے بازو کے حلقے میں بری طرح کپکپا رہی ہے۔۔۔ کیلاش نے انگلیوں کی مدد سے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا اور کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔۔۔ اوشا۔ اس نے دلنواز محبوبہ کے سرد گال پر ہونٹ رکھ دئے اور پھر اس نے اس کے منہ کے دلکش دہانے کے حساس گوشوں پر ہونٹ پیوست کر دیے۔ وہ گوشے اس وقت بھی ماہئی بے آب کی طرح پھڑک رہے تھے۔"

اس نے دلنواز محبوبہ کے سرد گال پر ہونٹ رکھ دیئے اور پھر اس نے اس کے منہ کے دل کش دہانے کے حساس گوشے پر ہونٹ پیوست کر دیئے۔ وہ مقام اس وقت بھی ماہی بے آب کے مانند پھڑک رہا تھا۔

دفعتاً وہ دونوں تڑپ کر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے جیسے کوئی اوپر سے آ گیا ہو۔ کیلاش نے گھوم کر دیکھا کوئی نہیں تھا۔ اس نے چق اٹھا کر احتیاط سے ادھر ادھر نگاہ ڈالی۔ ہر طرف مکمل سکون تھا۔ کوئی نہیں، اس نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے دھیرے سے کہا۔ ’’نہ جانے اس میں کل کتنی تصویریں ہوں گی۔ گن کر دیکھیں۔

یہ کہتے ہوئے اس نے پھر اوشا کو اپنی طرف کھینچا اور وہ بغیر کسی

جھجک کے جس طرح اس نے چاہا اس کے بازوؤں کی گرفت میں
چلی آئی۔ چند لمحوں تک یہی کیفیت رہی۔ کیلاش کو یوں محسوس ہوتا
تھا جیسے وہ اپنی کانپتی ہوئی ٹانگوں پر زیادہ دیر تک کھڑا نہیں رہ
سکے گا۔'' ۵

چند دن بعد اوشا کی شادی ہوگئی اور کیلاش کا مجہول کردار ایک عجیب جذباتی بھنور میں الجھ کر رہ گیا۔ حالانکہ اس نے اوشا سے عشق کا دعویٰ کبھی نہیں کیا تھا لیکن پچھتاوے اور محرومی کی یہ نہ جانے کیسی آگ تھی جو اسکے وجود کو خاکستر کیسے دے رہی تھی۔ بلونت سنگھ لکھتے ہیں:

''اسے یوں محسوس ہونے لگا کہ وہ نازک ڈور جس میں اوشا اور وہ با
ہم بندھے ہوئے تھے دفعتاً ٹوٹ گئی ہے۔۔۔اس ڈور کا ٹوٹنا بڑا
تکلیف دہ تھا۔ اس کا جی چاہا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔
جذبات کے تیز وتند ریلے میں اس کی قوت ارادی تنکے کی مانند
بہہ نکلی۔'' ٦

دو تین دن کے بعد اوشا میکے واپس آئی اور کیلاش سے پوری گرم جوشی کے ساتھ بغل گیر ہوگئی۔ وقت تیزی کے ساتھ گزرتا رہا۔ یہاں تک کہ اوشا کی واپسی کے تذکرے ہونے لگے اور کیلاش ایک بار پھر گونگی تنہائی کا شکار ہوگیا۔ اس بیچ اس نے اپنے دوست مثل کو خط لکھا جس میں تمام حالات من وعن بیان کردیے۔ مثل نے کیلاش کو نہایت واضح الفاظ میں آنے والے خطرات سے دو چار کرتے ہوئے شرما جی کا مکان چھوڑنے کی رائے دی اور کیلاش نے مثل کی رائے کا احترام کرتے ہوئے شرما جی کا مکان چھوڑ دیا کیوں کہ کیلاش میں شروع سے ہی مستقل مزاجی کا فقدان ہے۔ وہ سوچتا زیادہ ہے لیکن اس میں قوت عمل کی کمی ہے۔ اس کے ذہن میں ایک ایسی بے اعتمادی اور ہچکچاہٹ ہے جو اسے کسی فیصلے تک نہیں پہنچنے دیتی اور اسی لیے وہ شرما جی کا مکان چھوڑنے کی شکل میں اوشا اور اس کی یادوں کی دنیا سے فرار حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن دوسری طرف اوشا کی مستقل مزاجی شادی کے بعد بھی اسے کیلاش سے جذباتی رشتے استوار رکھنے پر مجبور کرتی ہے اور کیلاش کی شادی میں شرکت نہ کرتے ہوئے وہ اسے خط لکھ کر اعتراف کرتی ہے:

''میں آپ کی شادی میں شامل نہ ہوسکی۔ بلکہ دیدہ و دانستہ شامل
نہیں ہوئی کیونکہ میں اس صدمے کو برداشت کرنے سے معذور
تھی۔ اور عین ممکن تھا کہ میری موت واقع ہوجاتی۔ فی الحقیقت آپ

کی شادی نے مجھ سے میری محبوب ترین شے لوچ کر چھین لی
ہے۔ مجھے اپنی شادی کا غم نہیں کیونکہ میں جانتی ہوں مجھے آپ
سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ ''۷

کیلاش آخر تک اپنی زندگی میں اوشا کی حیثیت کا تعین نہیں کرسکا بلکہ اوشا کی منہ زور محبت نے اسے خوفزدہ کردیا تھا۔ وہ ایک کانٹے کی طرح اس کے ضمیر میں کچوکے لگاتی رہتی تھی۔ اس اثنا میں کیلاش بمبئی چلا گیا۔ جہاں اچھی ملازمت مل جانے پر اس نے اپنی بیوی کو بھی اپنے پاس بلالیا۔ اس سے دور رہتے ہوئے اسے ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔ لیکن اس کے صدمے کی انتہا نہ رہی جب اسے معلوم ہوا کہ اس کی بیوی گذشتہ چار ماہ سے حاملہ ہے۔ یہاں مصنف نے شہروں میں ازدواجی رشتوں پر عدم اعتماد کے مضر اثرات کی نشاندہی کیلاش اور اس کی بیوی کی ذہنی کیفیت کے ذریعے سے بڑی چابکدستی کے ساتھ کی ہے۔ ناول نگار کے بقول:

''اس نے سوچنا ترک کردیا۔ شاید اس کے سوچنے کی قوت زائل ہو
چکی تھی۔ رفتہ رفتہ دن، ہفتے اور مہینے بڑی ست رفتاری کے ساتھ
گزرنے لگے۔ ان کی چھن۔۔ عظیم الحبشہ آرے کے دندانوں
سے زیادہ شدید اور اذیت زدہ تھی۔ میاں بیوی دونوں کے لبو پر
چپ سی لگ گئی تھی۔ شوہر نے اپنے بشرے سے کچھ ظاہر نہیں
ہونے دیا۔ بیوی کے چہرے کی رونق اڑ گئی تھی۔ لیکن حقیقت اس
حد تک ظاہر تھی کہ اس نے اپنی صفائی میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں
سمجھی۔ کام کے وقت وہ مصروف رہتی اور بوقت فرصت منہ پر کپڑا
ڈال کر چارپائی پر لیٹ جاتی ''۸

کیلاش کو ہر لمحہ یہی محسوس ہوتا کہ سماج کی خشمگیں نگاہیں اس کا تعاقب کررہی ہیں۔ بدنامی اور ذلت کے ان کہے بول اس کے کانوں میں گونجا کرتے۔ وہ ہر وقت اس تصور سے خوف زدہ رہتا کہ آئندہ کیا ہوگا۔ لیکن بہت جلد بیوی کی موت اسے تمام الجھنوں سے نجات دلا دیتی ہے۔ اسی دوران کیلاش کی ملاقات نوتن کے دوست ڈاکٹر راجن کے خاندان سے ہوئی۔ ڈاکٹر راجن کی بہن کرن بلا کی حسین ، تہذیب یافتہ اور آزاد خیال لڑکی تھی جس سے مل کر چند لمحوں کے لیے کیلاش اپنے سارے دکھ بھلا بیٹھا۔ ادھر اچانک پنجاب میں فسادات شروع ہوئے اور پھر مثل کے خط سے کیلاش کو اوشا کے گھر کے تمام افراد کی موت کی اطلاع ملی۔ اس خبر نے ایک بار پھر کیلاش کو غم کے اتھاہ سمندر میں

ڈھکیل دیا۔ کیلاش کی بجھی بجھی طبیعت کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر راجن نے اسے مشورہ دیا کہ چند دنوں کے لیے وہ ان لوگوں کے ساتھ ان کے گاؤں کمادن چلا جائے۔ اس موقع پر بھی گاؤں سے ناول نگار کا والہانہ لگاؤ جاگ اٹھا اور گاؤں اس کے لیے راحت وسکون کی آماجگاہ بن گیا۔ ڈاکٹر راجن لکھتے ہیں:

''میری رائے میں وہاں جانا تمہاری صحت کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ بڑی پر فضا جگہ ہے۔ تہذیب وتمدن سے بہت دور جہاں قدرت اپنے اصل روپ میں دکھائی دیتی ہے۔ جہاں سرزمین ماں کی گود کی مانند کھلی نظر آتی ہے۔ وہاں کی صبح ، وہاں کی شامیں بالکل مختلف ہیں۔ یقین کرو وہاں جا کر تم میرا احسان مانو گے۔ تمہارے لیے اس تبدیلی آب وہوا کی بے حد ضرورت ہے۔ اس کا تمہاری صحت اور ذہن پر بہت ہی اچھا اثر پڑے گا۔''۹

کیلاش نے ڈاکٹر راجن کی بات مان لی لیکن وہاں کرن کی موجودگی میں وہ پھر بھٹکنے لگا۔ یہاں تک کہ اسے کرن سے اپنی نازیبا حرکات کے لیے معافی بھی مانگنی پڑی۔ ڈاکٹر راجن کے گھر اچانک ایک دن کیلاش اور اوشا کا سامنا ہوتا ہے۔ اوشا شدت جذبات کے باعث بے ہوش ہوجاتی ہے۔ ادھر اوشا کو ایک نظر دیکھنے کے بعد کیلاش بھی ساری رات عجیب بے چینی کا شکار رہتا ہے۔ اور ایک دن موقع پا کر وہ اوشا سے اپنا مدعا ظاہر کرتا ہے اور مزید برآں اسے یہ بھی باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ:

''اوشا میں درحقیقت عشق نہیں کر رہا ہوں۔ مجھے ایک جیون ساتھی کی تلاش تھی۔ لیکن مدت دراز تک میں سمجھ نہیں سکا کہ دراصل مجھے کیا شے مطلوب ہے۔ اب سمجھ سکا ہوں کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ تمہاری بابت میں نہ اچھی طرح سوچ سکا تھا اور نہ تمہیں سمجھ سکا تھا۔ تم۔۔ تم بہت پرانے ڈھنگ کی لڑکی ہو۔ تمہارا اس قدر بڑھا ہوا انکسار مجھے پسند نہیں تھا اور نہ ہے۔''۱۰

یہ سب کچھ سننے کے بعد بھی اوشا خاموش رہی لیکن کیلاش کے یہ پوچھنے پر کہ کہو تمہیں مجھ سے محبت ہے؟ اوشا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کیونکہ کیلاش کے احساس برتری اور تلخ گوئی کے باوجود وہ بھی تھی کہ کیلاش اس کے دلی جذبات سے باخبر اور ان کا شریک ہے۔ لیکن یہ محسوس کر کے کہ اس کی محبت آج بھی کیلاش کے لیے ایک سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے وہ بھر گئی اور کیلاش کے یہ کہنے پر کہ آؤ ہم دونوں شادی کرلیں، اوشا نے بڑی کمزور

اور مدھم آواز میں کہا۔ مجھے واپس لے چلئے ۔۔ مجھے واپس لے چلئے ۔ کیونکہ اوشا محبت کے فرسودہ اور روایتی نظریے کی قائل نہیں تھی ۔ اس کی واپسی کی شدید خواہش صرف ایک چہار دیواری تک محدنہیں تھی بلکہ یہ واپسی کیلاش کی دنیا سے نکل کر اپنی ذات تک پہنچنے کی اور خود کو کیلاش کی شخصیت کے سحر سے آزاد کرنے کی آرزو تھی ۔ ادھر کیلاش کو یقین تھا کہ یہ معمولی لڑکی اس کی شادی کی تجویز کو ٹھکرا نہیں سکتی ۔لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب دوسرے دن کرن سے اسے پتہ چلا کہ اوشا جا چکی ہے ۔ کیونکہ اب وہ ملازمت کر رہی ہے اور صرف ایک ماہ کی چھٹی پر آئی تھی ۔ کیلاش بوجھل قدموں سے گھر لوٹ آیا۔ ابھی وہ آرام سے بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ اسے میز پر گلابی رنگ کا لفافہ دکھائی دیا۔ اس نے بڑے اشتیاق سے یہ لفافہ اٹھایا۔ یہ اس کے نام اوشا کا خط تھا۔ خط میں لکھا تھا:

''میں نے آپ کے ساتھ شادی کر کے باقی زندگی آپ کے ساتھ گزارنے سے گریز اس لیے کیا کہ جس طرح آپ کو اپنے آپ پر بھروسہ نہیں تھا کہ آیا آپ مجھ سے سچ مچ محبت کرتے ہیں اور جبکہ آپ نے اس قدر زور وشور سے محبت کا اظہار کیا مجھے اس اظہار محبت میں پیار سے نہیں زیادہ رحم کے جذبے کا احساس ہوا یعنی آپ مجھے قابل محبت نہیں قابل رحم سمجھتے ہیں ۔۔۔۔ آپ یہ بھول رہے تھے کہ میری آبرو متعدد بار لوٹی جا چکی ہے ۔ پہلے پہل کی گرم جوشی کے بعد نہ جانے کب آپ کو یہ خیال ستانے لگتا ہے کہ مجھے نہ جانے کتنے ظالموں نے بزور خراب کیا ہے۔ آپ ہی کے قول کے مطابق آپ مجھ سے عشق نہیں فرمار ہے تھے بلکہ آپ جیون ساتھی کے متلاشی تھے لیکن ادھر میں جیون ساتھی پا کر کھو چکی ہوں۔ آپ کے جیون ساتھی والے الفاظ سن کر ایک لمحہ بھر لیے میرے دل میں آپ کے لیے عجیب قسم کی حقارت کا شدید جذبہ پیدا ہو گیا۔ یہ جیون ساتھی کیا بلا ہوتی ہے ۔ آپ نے ان طوفانوں کا خیال کیا ہوتا جو اس ننھے سے دل میں اٹھا کرتے ہیں۔ آپ نے جھگڑوں کی جانب دھیان دیا ہوتا جو اس دل کے لامحدود بیانوں میں شب و روز رچا کرتے ہیں۔ آپ کے دل میں میرے بدن کی طلب کیوں نہیں ہے ۔ آپ شاید مجھے بے وقوف سمجھتے ہیں لیکن اگر زیادہ نہیں تو میں آپ کو پرلے درجے کا سادہ لوح سمجھنے پر مجبور ہوں۔ آپ کیا

جانے کہ میں اپنے پسندیدہ مرد کو محبت کی سیج پر کتنا خوش کر سکتی ہوں
۔اب جبکہ میں مر رہی ہوں تو کیوں نہ سب کچھ کہہ ڈالوں۔۔۔۔
سننے میں آپ سے بے حد خفا ہوں۔۔۔۔مجھے افسوس ہے کہ مجھے
آپ ایسے معمولی انسان سے عشق ہوا۔۔۔‘‘۱۱

اس طرح زندگی کے آخری لمحات میں اوشا نے اپنی ذات اور اپنے جذبات پر چڑھے ہوئے ہر غلاف کو اتار کر پھینک دیا۔اس نے اپنے خیالات کو یوں منکشف کیا کہ کیلاش اس کے سامنے بالکل بے وقعت دکھائی دینے لگا۔خط پڑھتے ہی گھبرا کر کیلاش نے بدحواسی کے عالم میں پورے زور سے اوشا کو آواز دی۔لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی۔افیون پوری طرح اپنا کام کر چکی تھی۔اس طرح بلونت سنگھ نے گھریلو زندگی میں پیدا ہونے والے جذباتی ارتعاش اور رشتوں کی ڈور کو تھامتے ہوئے مخصوص حالات میں پیدا ہونے والی کیفیات اور ان کے ردعمل سے ناولٹ کے پلاٹ کی تخلیق کی ہے۔سرخ اوڑھنی کا آنچل ہو میں لہراتی ہوئی سیدھی سادی لڑکی کے باطن کی بھول بھلیوں میں اتر کر بلونت سنگھ نے جذبات واحساسات کے تانوں بانوں سے اپنی انا اور خودداری کی وہ انوکھی تصویر پیش کی ہے جو کیلاش کے مجہول کردار کے باوجود اوشا کی مستقل مزاجی اور جذبہ عشق کی ترجمانی کرتے ہوئے اسے انفرادیت کے زمرے میں لاکھڑا کرتی ہے۔درحقیقت کیلاش کے کردار کی کمزوریاں اور اس کی ماہیئت میں رچا بسا خود اعتمادی کا فقدان ہی اوشا کو اوشا بناتا ہے۔یہاں تک کہ ناول کے خاتمے کے بعد اگر کوئی پہلو کاری کی یادداشت کا حصہ بنتا ہے تو وہ اوشا کا ہی کردار ہے۔بلونت سنگھ کے اسلوب نے بھی موضوع کو دلچسپ اور پر اثر بنانے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔انہوں نے زندگی کی تلخیوں محرومیوں ، اس کے قریب اور اس کی حقیقتوں کو اپنی تحریریں جذب کر لیا ہے۔خارجی کوائف اور داخلی تاثرات کے اختراعی سے وہ کرداروں کی جیتی جاگتی تصویریں پیش کرتے ہیں۔بلونت سنگھ کے یہ چھوٹے کردار کسی انفرادیت کے متحمل نہیں ہیں۔لیکن اپنے اپنے دائرہ عمل میں مکمل اور بھر پور ہیں اور زندگی کے مختلف پہلوؤں اور رویوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ناولٹ میں کرداروں کے ساتھ ان کے پس منظر اور ماحول کو بھی اس کی بھر پور معنویت کے ساتھ سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے اور شہری زندگی کی سجھا کبھی اور الجھنوں کو کامیابی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ناولٹ کا آغاز براہ راست اور سیدھے سادے انداز سے کیا گیا ہے۔فضا آفرینی ، جزئیات نگاری اور منظر نگاری کی تکنیک کا بھی برمحل استعمال کیا گیا ہے۔قصہ جیسے جیسے آگے بڑھتا ہے قاری کا انہاک بھی بڑھتا جاتا ہے۔کہانی کے غیر متوقع

موڑ اس تجسس کو مزید بڑھاوا دیتے ہیں اور اوشا کی موت ناولٹ کو ایک تحیر خیز انجام سے ہمکنار کرتی ہے۔ بلونت سنگھ کا یہ ہندوستانی ناولٹ عورت کی پیچیدہ فطرت کا ایک اور خوبصورت مطالعہ ہے جو ناول نگار کے ناول اور افسانوں کی عام فضا سے مختلف ہونے کے باوجود بھی حقیقی اور مکمل ہے۔ بے شک بلونت سنگھ نے اس میں کسی فلسفہ طرازی کی فضا پیدا نہیں ہونے دی ہے اور اس کے فکری مقاصد تک پہنچنا قاری کے لیے مشکل نہیں ہے۔ بلونت سنگھ بنیادی طور پر زندگی کی روزمرہ سچائیوں کے ترجمان ہیں۔ یہ ترجمانی ان کے یہاں ایک ایسی کھردری سطح رکھتی ہے کہ کسی طرح کی آرائش اور زیبائش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلونت سنگھ کا کمال یہی ہے کہ زندگی کی کھردری اور مانوس سچائیوں کو بھی وہ دلچسپ اور پر کشش بنا دیتے ہیں۔ ان میں شدت اور حرارت کے ایک مستقل عنصر کی موجودگی انہیں نہ صرف یہ کہ قابل مطالعہ بناتی ہے بلکہ ان سچائیوں کی اصل انسانی سطح کو بھی ہمیشہ سامنے رکھتی ہے۔

حواشی:

۱۔ کلیات بلونت سنگھ، جلد پنجم، مرتبہ جمیل اختر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ۲۰۱۰، ص:۷۰

۲۔ کلیات بلونت سنگھ، جلد پنجم، مرتبہ جمیل اختر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ۲۰۱۰ ص ۱۲۵

۳۔ کلیات بلونت سنگھ، جلد پنجم، مرتبہ جمیل اختر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ۲۰۱۰ ص ۱۰۳

۴۔ کلیات بلونت سنگھ، جلد پنجم، مرتبہ جمیل اختر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ۲۰۱۰ ص ۱۲۱

۵۔ کلیات بلونت سنگھ، جلد پنجم، مرتبہ جمیل اختر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ۲۰۱۰ ص ۱۲۴

۶۔ کلیات بلونت سنگھ، جلد پنجم، مرتبہ جمیل اختر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ۲۰۱۰ ص:۱۳۰

۷۔ کلیات بلونت سنگھ، جلد پنجم، مرتبہ جمیل اختر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ۲۰۱۰ ص ۱۲۶

۸۔ کلیات بلونت سنگھ، جلد پنجم، مرتبہ جمیل اختر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ۲۰۱۰ ص ۱۵۳

۹۔ کلیات بلونت سنگھ، جلد پنجم، مرتبہ جمیل اختر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ۲۰۱۰ ص ۱۶۳

۱۰۔ کلیات بلونت سنگھ، جلد پنجم، مرتبہ جمیل اختر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ۲۰۱۰ ص ۱۷۶

۱۱۔ کلیات بلونت سنگھ، جلد پنجم، مرتبہ جمیل اختر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی ۲۰۱۰ ص ۱۹۳

☆☆☆